خبرونظر

جنوری 2007ء

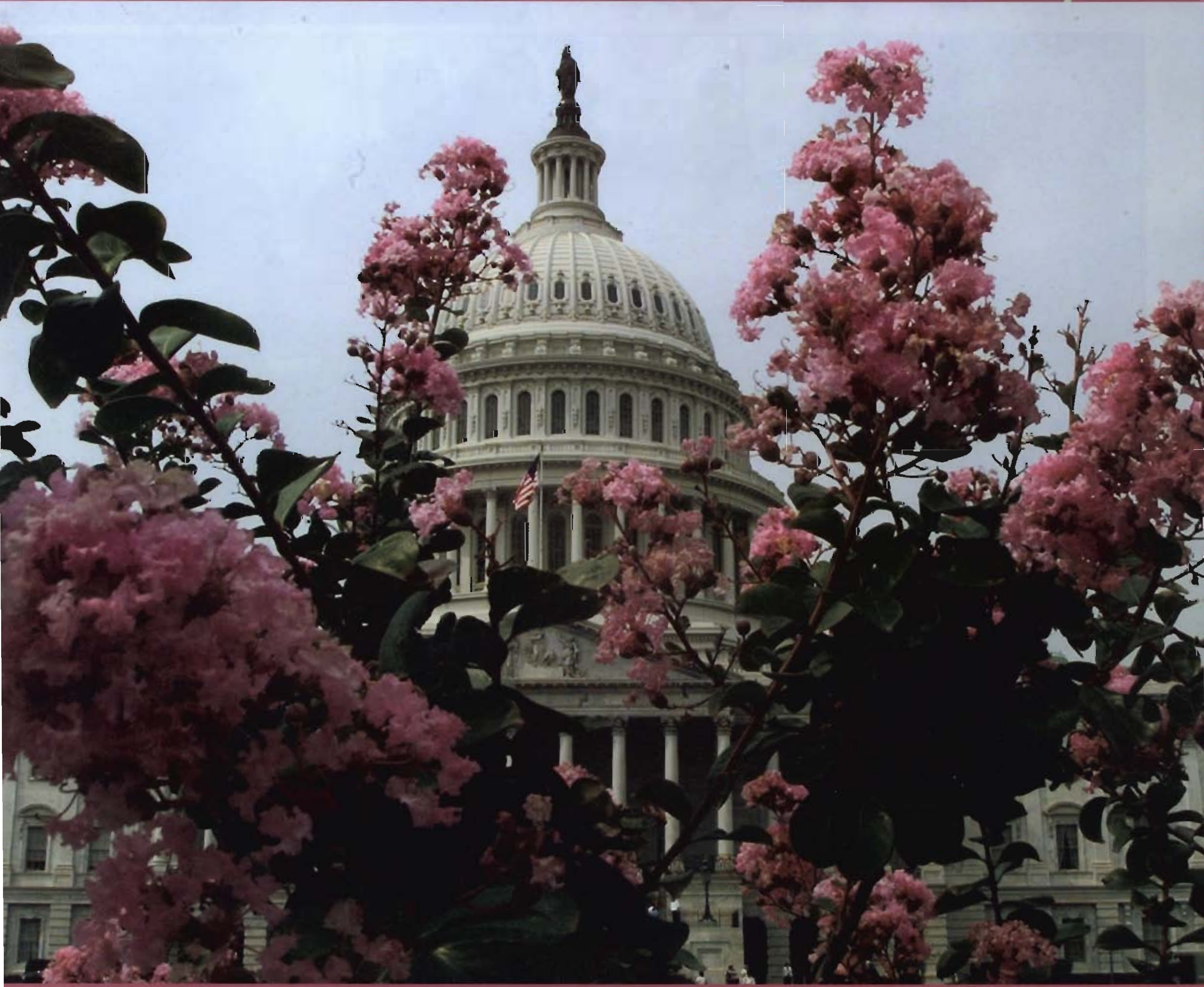

- ★ امریکی کانگریس - ایک طائرانہ نظر
- ★ صدر فورڈ کو قوم کا خراجِ عقیدت
- ★ رچرڈ باؤچر کا دورۂ پاکستان

پاکستانی بچوں کے لئے

امریکی فوجیوں کی جانب سے کھلونوں کے تحائف

امریکی میرین فوجی اسلام آباد کی ایک بستی عیسیٰ نگری کے بچوں میں "Toys for Tots" پروگرام کے تحت کھلونے تقسیم کررہے ہیں۔ (تصویر بشکریہ آن لائن)

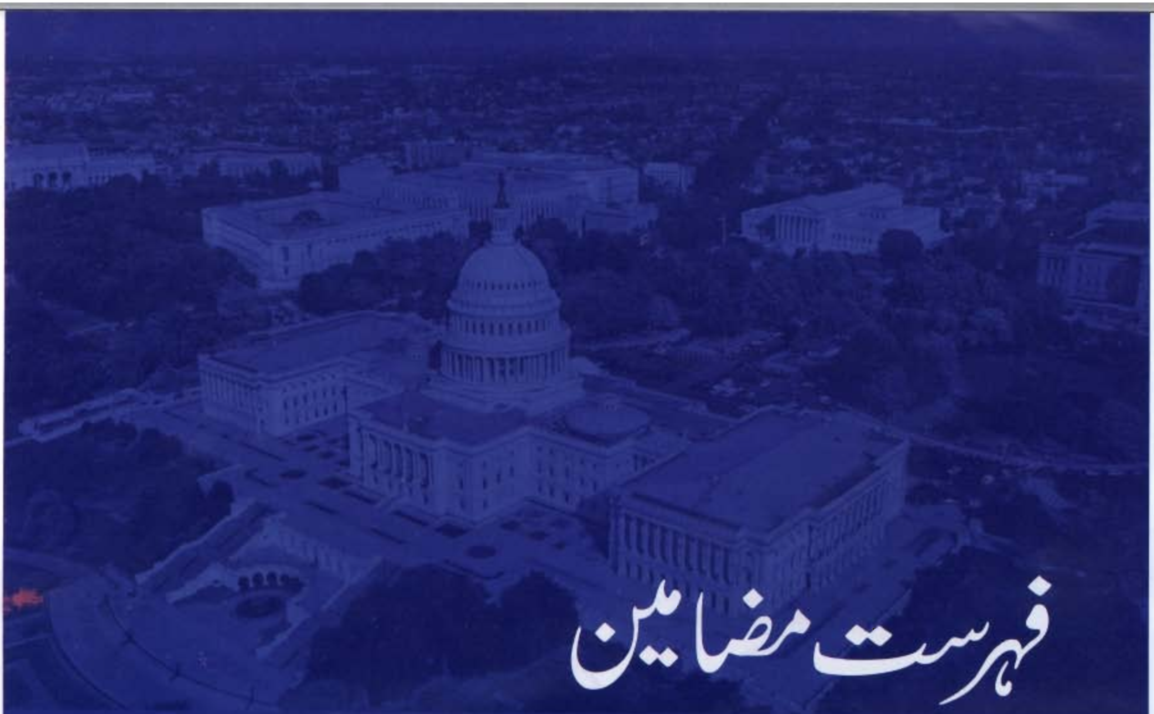

فہرست مضامین

امریکی کانگریس ۔ ایک طائرانہ نظر	4
ایوان نمائندگان میں ڈیموکریٹ پارٹی کی اکثریت	7
سینیٹ میں نئی امریکی قیادت کی آمد	10
رکن کانگریس کا قرآن مجید پر حلف	12
پاک افغان سرحد کو محفوظ بنانے کی طرف پیش رفت	13
رچرڈ باؤچر کا خیبر ٹی وی کو انٹرویو	14
سابق صدر فورڈ کو امریکی قوم کا خراج عقیدت	16
مارٹن لوتھر کنگ جونیئر کا یوم ولادت	18
امریکی ادارہ برائے مطالعہ پاکستان کی کانفرنس	20

خبر و نظر

وری 2007ء

شمارہ نمبر 1

ایڈیٹران چیف

الیزبتھ او۔کولٹن

شائع کردہ

شعبہ تعلقات عامہ

سفارت خانہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ

رمنا-5، ڈپلومیٹک انکلیو، اسلام آباد

فون: 051-2080000

فیکس: 051-2278607

ای میل: infoisb@state.gov

اردو سرورق

واشنگٹن ڈی سی میں گلابی رنگ کے پھولوں کے جھروکے سے جھانکتی ہوئی امریکی مقننہ کی عمارت کیپیٹل کا ایک حسین منظر۔
(AP Photo/Joe Marquette)

امریکی کانگریس

ایک طائرانہ نظر

امریکی آئین کی دفعہ ایک میں حکومت کے قانون ساز ادارے کے قیام کے لئے کہا گیا ہے، جو دو ایوانوں ایوان نمائندگان اور سینیٹ پر مشتمل کانگریس کی صورت میں ہوگا۔ دو ایوانی سسٹم کا مقصد یہ ہے کہ قانون سازی کی شاخ کے اندر تحدید و توازن موجود رہے۔

کانگریس قانون ساز شاخ کا حصہ ہے، جس میں وہ ادارے بھی شامل ہیں، جو کانگریس کی معاونت کرتے ہیں، مثلاً گورنمنٹ پرنٹنگ آفس، لائبریری آف کانگریس، کانگریس کا بجٹ آفس، حکومت کے احتساب کا دفتر اور کیپیٹل کے آرکیٹیکٹ کا دفتر۔

کانگریس کی بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ قانونی بل تیار کرے، ان پر بحث کرے اور ان کی منظوری دے اور پھر یہ بل منظوری کے لئے صدر کو بھیجے۔ کانگریس کے بعض اختیارات یہ ہیں: سکوں کی ڈھلائی، کرنسی کی چھپائی، فوج رکھنا، اعلان جنگ کی منظوری دینا، ریاستوں کے درمیان اور دوسرے ملکوں کے ساتھ تجارت کو کنٹرول کرنا، بعض غیر معمولی صورتوں میں وفاقی عہدیداروں کا محاسبہ کرنا اور امریکی آئین میں ترامیم کرنا۔

کانگریس وفاقی ٹیکسوں اور اخراجات کی پالیسیوں کو کنٹرول کرتی ہے۔ وہ ملک کی انتظامی شاخ اور اس کے اداروں کی نگرانی اور چھان بین کا بھی اختیار رکھتی ہے۔ نگرانی کی اسی ذمہ داری کے تحت کانگریس اعلیٰ حکام کو سوالات کا جواب دینے کے لئے طلب کرسکتی ہے، مختلف اداروں کا آڈٹ کرنے کا حکم دے سکتی ہے، شہریوں کے مسائل کی نشاندہی کرسکتی ہے اور کسی معاملے کے بارے میں عوام میں آگاہی پیدا کرنے کے لئے کہہ سکتی ہے۔

علاوہ ازیں کانگریس بعض امور میں صدر کے اختیارات میں شریک ہوتی ہے، جن میں امریکہ کی خارجہ پالیسی کی تیاری اور فوج کو کنٹرول کرنے جیسے امور شامل ہیں۔ صدر معاہدے طے کرسکتا ہے، لیکن یہ معاہدے صرف اس وقت نافذ العمل ہوتے ہیں، جب سینیٹ ان کی منظوری دے دیتی ہے۔ اسی طرح کانگریس جنگ کا اعلان کرسکتی ہے اور فوج کے لئے فنڈز منظور کرسکتی ہے، لیکن فوج کا سپہ سالار اعلیٰ صدر ہوتا ہے۔

نمائندگی اور انتخابات

18 ویں صدی میں، جب امریکہ کے بانی طرزِ حکومت پر بحث کر رہے تھے تو ایک اہم متنازعہ معاملہ یہ تھا کہ نئی کانگریس میں ہر ریاست کی نمائندگی کا تعین کس طرح کیا جائے۔ زیادہ آبادی والی ریاستوں کے جو مندوبین آئینی کنونشن میں شریک تھے، ان کا کہنا تھا کہ نمائندگی کا تعین آبادی کی بنیاد پر کیا جائے جبکہ چھوٹی ریاستوں کے مندوبین آبادی سے قطع نظر ہر ریاست کی مساوی نمائندگی پر زور دیتے تھے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے کنیکٹیکٹ کے راجر شرمین نے دو ایوانی مقننہ کی تجویز پیش کی جس میں کہا گیا کہ مقننہ کے دو ایوان ہوں گے، جن میں سے ایک ایوان (ایوانِ نمائندگان) میں نمائندگی آبادی کی بنیاد پر اور دوسرے ایوان (سینیٹ) میں نمائندگی برابری کی بنیاد پر ہوگی۔

اس وقت کانگرس کے تمام ممبران اپنی اپنی ریاست کے شہریوں کے براہ راست ووٹوں سے منتخب ہوتے ہیں۔ 1913 میں آئین کی 17 ویں ترمیم سے پہلے ایوان نمائندگان کے ممبران تو عوام کے براہ راست ووٹوں سے منتخب ہوتے تھے لیکن سینیٹ کے ممبران کو ریاستی مقننہ منتخب کرتی تھی۔

ہر دو سال بعد ووٹر اپنے تمام 435 نمائندگان اور ایک تہائی سینیٹرز کا انتخاب یا دوبارہ انتخاب کرتے ہیں۔ نئی کانگریس نومبر کے قومی انتخابات کے بعد جنوری میں قائم ہوتی ہے۔ پہلی کانگریس سے لے کر، جس نے 1789 سے 1791 تک کام کیا، تمام کانگریسوں کو ترتیب وار شمار کیا جاتا ہے۔ کانگریس کے یکے بعد دیگرے دو سالوں میں دو اجلاس ہوتے ہیں اور 110 ویں کانگریس کا پہلا اجلاس 4 جنوری 2007 کو طلب کیا گیا ہے۔ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کانگریس کا اجلاس پورا سال جاری رہے، بالخصوص ایسے سال میں جب انتخابات ہونے والے ہوں۔

واشنگٹن میں امریکی مقننہ کی عمارت کیپٹل کا ایک دلآویز منظر (AP Photo/J. Scott Applewhite)

ایوان نمائندگان اور سینیٹ کا اجلاس عموماً یو ایس کیپیٹل میں الگ الگ ایوانوں میں ہوتا ہے لیکن بعض اوقات کانگریس کا مشترکہ اجلاس بھی ہوتا ہے مثلاً صدارتی انتخابات کے لئے الیکٹورل ووٹوں کی گنتی کے موقع پر، صدر کے سالانہ خطاب کے موقع پر اور امریکہ کا دورہ کرنے والے سربراہان مملکت کے خطاب کے موقع پر مشترکہ اجلاس ہوتا ہے۔

سینیٹ

سینیٹ کے ارکان کی تعداد 100 ہوتی ہے۔ آئین میں نائب صدر کو سینیٹ کا رسمی کنٹرول دیا گیا ہے اور اسے سینیٹ کے صدر کا اضافی عہدہ بھی دیا گیا ہے۔ عملاً نائب صدر صرف اہم موقعوں پر یا کسی معاملے پر برابر برابر ووٹ پڑنے پر اپنا فیصلہ کُن ووٹ ڈالنے کے لئے سینیٹ کے اجلاس کی صدارت کرتا ہے۔ سینیٹ کا قائم مقام صدر عموماً سینیٹ میں اکثریتی پارٹی کا سینیئر ترین رکن ہوتا ہے اور اسے سینیٹ منتخب کرتی ہے۔ وہ سینیٹ کے معمول کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے۔ 110 ویں کانگریس میں یہ عہدہ ویسٹ ورجینیا کے ڈیموکریٹ سینیٹر رابرٹ بائرڈ کے پاس ہے۔

سینیٹ کے بعض اختیارات

- معاہدوں کی توثیق یا تردید
- کابینہ کے ارکان، انتظامیہ کے دوسرے عہدیداروں، وفاقی ججوں بشمول سپریم کورٹ کے ججوں اور سفیروں سمیت صدر کے مقرر کردہ عہدیداروں کی توثیق یا تردید
- ریاستہائے متحدہ امریکہ کے خلاف جرم کا ارتکاب کرنے والے سرکاری اہلکاروں کے خلاف کارروائی

سینیٹرز چھ سال کی مدت کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ ان کی کم از کم عمر 30 سال ہونی چاہئے، وہ کم از کم 9 سال سے امریکہ کے شہری ہوں اور جس ریاست سے منتخب ہوں، وہ اس ریاست کے قانونی باشندے ہوں۔

ایوان نمائندگان

ایوان نمائندگان کے ممبروں کی تعداد 435 ہوتی ہے۔ ہر ممبر کسی ریاست کے کسی علاقے کی نمائندگی کرتا ہے، جسے کانگریس کا حلقہ کہا جاتا ہے۔ ممبروں کی تعداد ہر ریاست کے حلقوں کی تعداد پر مبنی ہوتی ہے۔ ہر ریاست کو ایوان نمائندگان میں کم از کم ایک نشست کی ضمانت حاصل ہے۔ ہر 10 سال بعد امریکہ کا محکمہ مردم شماری ریاستوں کی آبادی کی گنتی کرتا ہے اور ہر ریاست کے کانگریسی حلقوں کا تعین کرتا ہے۔

ایوان نمائندگان کی سربراہی اسپیکر کرتا ہے، جسے ایوان کی اکثریتی پارٹی کے ممبر منتخب کرتے ہیں۔ 110 ویں کانگریس میں کیلیفورنیا کی ڈیموکریٹ نینسی پیلوسی اس عہدے کے لئے منتخب ہوئی ہیں۔ وہ کانگریس کی تاریخ میں پہلی خاتون اسپیکر ہیں۔

ایوان کے ممبران دو سال کی مدت کے لئے منتخب ہوتے ہیں۔ ان کی عمر کم از کم 25 سال ہونی چاہئے۔ وہ کم از کم سات سال سے امریکہ کے شہری ہوں اور اس ریاست کے باشندے ہوں، جہاں سے وہ منتخب ہوئے ہوں۔ پانچ اضافی ممبران کا تعلق پیورٹو ریکو، گوام، امریکن ساموا، جزائر ورجن اور ڈسٹرکٹ آف کولمبیا سے ہوتا ہے، جو ایوان میں اپنے علاقوں کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ ممبران بحث میں حصہ لے سکتے ہیں لیکن ووٹ نہیں دے سکتے۔

ایوان کے بعض اختیارات

- تصرفات اور ٹیکسوں کے لئے قانون سازی؛ اور
- اس بات کا تعین کرنا کہ آیا کسی سرکاری اہلکار کو امریکہ کے خلاف جرم کا ارتکاب کرنے کے الزام میں مواخذے کے لئے سینیٹ کے سامنے پیش کیا جائے یا نہیں؟

امریکی ایوانِ نمائندگان میں

ڈیموکریٹک پارٹی

کی اکثریت

کیلیفورنیا کی ممبر نینسی پیلوسی نے ایوان زیریں کی پہلی خاتون اسپیکر کا عہدہ سنبھال لیا

امریکہ کی 110 ویں کانگریس میں، جس کا اجلاس چار جنوری کو شروع ہوا ممبروں کی اکثریت کا تعلق ڈیموکریٹک پارٹی سے ہے۔ اس طرح ایوان میں پارٹی پوزیشن میں تبدیلی سے ایوان اور اس کی کمیٹیوں کی قیادت بھی تبدیل ہوگئی ہے، جس کا اثر اگلے دوسال تک امریکہ کی خارجہ پالیسی پر بھی پڑے گا۔

ایوان نمائندگان کانگریس کا بڑا ایوان ہے، جو 435 ممبروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس میں تمام 50 ریاستوں کو آبادی کی بنیاد پر نمائندگی حاصل ہوتی ہے۔ ہر ریاست کو آبادی سے قطع نظر کم از کم ایک نشست کی ضمانت حاصل ہے۔ زیادہ آبادی والی ریاست کیلیفورنیا کے لئے 53 نشستیں ہیں۔ ایوان کے ممبران جنھیں نمائندگان، کانگریس مین یا صرف ممبر کہا جاتا ہے، دوسال کی مدت کے لئے کام کرتے ہیں۔

اگرچہ آئین کے تحت بین الاقوامی امور میں سینیٹ کو ایوان کے مقابلے میں زیادہ کردار دیا گیا ہے، تاہم ایوان کو یہ آئینی اختیار حاصل ہے کہ وہ تمام وفاقی محاصل کے لئے قانون سازی کا آغاز کرتا ہے۔ اس طرح ایوان کی کمیٹیوں کو، جن کا تعلق بین الاقوامی امور سے ہوتا ہے، خاص اہمیت حاصل ہوجاتی ہے۔

نومبر 2006 کے قومی انتخابات کے نتیجے میں ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبروں کو 1995 کے بعد پہلی بار ایوان میں اکثریت حاصل ہوئی ہے اور اس طرح انھیں کمیٹیوں کی قیادت کرنے اور ایوان کا ایجنڈا طے کرنے کا موقع مل گیا ہے۔

ایوان کا کام 21 کمیٹیوں اور چار مشترکہ کمیٹیوں میں تقسیم ہوتا ہے۔ ان کمیٹیوں کی کئی ذیلی کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ ہر کمیٹی کا چیئرمین اور اس کے ممبروں کی اکثریت کا تعلق اکثریتی پارٹی سے ہوتا ہے۔ چیئرمین، کمیٹی کے ایجنڈے کو کنٹرول کرتا ہے اور کمیٹی کے اجلاس کی

صدارت کرتا ہے۔ دو سال کے عرصے کے لئے کام کرنے والے ایوان کی کمیٹیوں کو ہزاروں بل اور قراردادیں بھیجی جاتی ہیں۔

ہر کمیٹی کے اندر اقلیتی پارٹی کی قیادت ایک چیئر مین کا ہم منصب ممبر کرتا ہے، جو کمیٹی کے زیرِ غور امور کے بارے میں اپنی پارٹی کی ترجمانی کرتا ہے۔ کمیٹیاں مجوزہ قانون سازی کے ایک چھوٹے سے حصے کو غور کرنے کے لئے منتخب کرتی ہیں۔ باقی حصے پر عموماً کوئی کارروائی نہیں ہوتی۔ جن قانونی بلوں پر کمیٹیاں اپنی رپورٹ دیتی ہیں، اس سے ایوان کا ایجنڈا مقرر کرنے میں مدد ملتی ہے۔

ایوان کے لیڈر

اسپیکر

نینسی پیلوسی از کیلیفورنیا، ڈیموکریٹ

اسپیکر ایوان کا لیڈر ہوتا ہے، جس کے کئی فرائض ہوتے ہیں: وہ ایوان کے اجلاسوں کی صدارت کرتا ہے اور ایوان کا انتظامی سربراہ بھی ہوتا ہے۔ وہ ایوان میں اکثریتی پارٹی کے لیڈر اور ایوان کے منتخب ممبر کا کردار ادا کرتا ہے۔ قانون کے تحت اسپیکر، نائب صدر کے بعد دوسرے نمبر پر ہوتا ہے، جو صدارت سنبھال سکتا ہے۔

نینسی پیلوسی امریکی تاریخ میں پہلی خاتون اسپیکر ہیں۔ 109 ویں کانگریس میں وہ ایوان کی پہلی خاتون اقلیتی لیڈر تھیں۔

اکثریتی لیڈر

اسٹینی ہوئر از میری لینڈ، ڈیموکریٹ

اکثریتی لیڈر ایوان میں اپنی پارٹی کے ممبروں کی نمائندگی کرتا ہے، ان کی پالیسیوں اور نقطہ نظر کی ترجمانی کرتا ہے، ان کی قانون سازی کے اقدامات کو مربوط بناتا ہے اور (اسپیکر کے ساتھ مل کر) قانون سازی کے امور کا شیڈول طے کرتا ہے۔

اکثریتی وہپ

جم کلائی برن از کیرولائنا، ڈیموکریٹ

اکثریتی وہپ اکثریتی لیڈر کی مدد کرتا ہے۔

اقلیتی لیڈر

جان بوہنر از اوہائیو، ری پبلکن

اقلیتی لیڈر مختلف امور کے بارے میں اپنی پارٹی کے موقف کی ترجمانی کرتا ہے اور اپنی پارٹی کے ووٹوں میں رابطہ پیدا کرتا ہے۔

اقلیتی وہپ

رائے بلنٹ از مزوری، ری پبلکن

اقلیتی وہپ اقلیتی لیڈر کی مدد کرتا ہے۔

ایوان کی کمیٹیاں

بین الاقوامی تعلقات

یہ کمیٹی امریکی حکومت کے بین الاقوامی سفارتی اور سیاسی تعلقات پر نظر رکھتی ہے، غیر ملکی سیاسی لیڈروں ،امریکی انتظامیہ کے حکام اور اہم حلقوں کے نمائندوں سے ملاقاتیں کرتی ہے؛ اور بین الاقوامی سلامتی ،اقوام متحدہ اور امن کارروائیوں سے تعلق رکھنے والے معاملات کا جائزہ لیتی ہے۔

چیئرمین : ٹام لینٹوس از کیلیفورنیا

ہم منصب ری پبلکن: اِلیانا راس لہٹینن از فلوریڈا

امریکی ایوان نمائندگان کی نومنتخب اسپیکر نینسی پلوسی ارکان کانگریس کے بچوں، پوتوں اور نواسوں کے جھرمٹ میں اپنے منصب کا حلف اُٹھا رہی ہیں۔(AP Photo/Susan Walsh)

تصرفات

یہ کمیٹی امریکی حکومت کا بجٹ تیار کرتی ہے، جو عموماً 13 الگ الگ قوانین (تصرفات بل) کی شکل میں ہوتا ہے۔

چیئر مین : ڈیوڈ اوبی از وسکانسن

ہم منصب ری پبلکن: جیری لیوس از کیلیفورنیا

زراعت

یہ کمیٹی دیہی ترقی، ہنگامی امداد، غذائیت، فصلوں کے بیمے، تحفظ ماحول، بین الاقوامی تجارت، مستقبل کے سودوں کی مارکیٹ کے کنٹرول، حیوانات اور نباتات کی صحت، زرعی تحقیق و ترقی، قابل تجدید توانائی، جراثیمی ہتھیاروں سے ہونے والی دہشت گردی، جنگلات اور دیگر امور کے بارے میں قانون سازی کی نگرانی کرتی ہے۔اس کے علاوہ سینیٹ کی متعلقہ کمیٹی کے ساتھ مل کر کئی برسوں پر محیط ایسے قوانین مرتب کرتی ہے، جن کا تعلق امریکی کاشتکاروں کی آمدنی کے تحفظ، بین الاقوامی منڈی میں امریکی خوراک اور ٹیکسٹائل کی مصنوعات کی برآمد کے فروغ، دیہی ترقی، زرعی تحقیق و تحفظ ماحول کے پروگراموں اور ضرورت مند لوگوں کے لئے غذائی پروگراموں سے ہوتا ہے۔

چیئر مین : کولن پیٹرسن از منی سوٹا

ہم منصب ری پبلکن: باب گڈلیٹ از ورجینیا

دفاعی خدمات

یہ کمیٹی امریکہ کی مسلح افواج اور محکمہ دفاع کے امور پر نظر رکھتی ہے اور فوجی اور دفاعی پالیسی کے مختلف پہلوؤں پر محکمہ دفاع کے اعلیٰ سِول اور فوجی حکام کی رائے معلوم کرتی ہے، جن میں دہشت گردی اور غیر روائتی خطرات جیسے امور شامل ہوتے ہیں۔

چیئر مین : آئیک اسکیلٹنن از مزوری

ہم منصب ری پبلکن: ڈنکن ہنٹر از کیلیفورنیا

توانائی اور تجارت

یہ کمیٹی ٹیلی مواصلات، صارفین کے مفادات کے تحفظ، خوراک اور ادویات کے معیار، صحت عامہ، ہوا کے معیار، ماحول کے تحفظ، توانائی کی سپلائی اور تقسیم اور ریاستوں کے مابین تجارت اور بیرونی تجارت سے تعلق رکھنے والے امور کی نگرانی کرتی ہے اور قوانین مرتب کرتی ہے۔اس کے علاوہ یہ کمیٹی اپنی پانچ ذیلی کمیٹیوں کے ذریعے بھی تجارت، صارفین کے مفادات کے تحفظ، توانائی، ہوا کے معیار، ماحول، ضرر رساں مواد، صحت، تفتیش و نگرانی اور ٹیلی مواصلات اور انٹرنیٹ سے تعلق رکھنے والے معاملات کی نگرانی کرتی ہے۔

چیئر مین: جان ڈنجیل از مشی گن

ہم منصب ری پبلکن: جو بارٹن از ٹیکساس

مالی خدمات

یہ کمیٹی امریکی ڈالر کی قیمت، بین الاقوامی مالیات، بین الاقوامی مالیاتی اداروں، مالیاتی پالیسی، زر، کرنسی اور کریڈٹ، سیکورٹیز اور سیکوٹیز ایکسچینج، بنک اور بنکاری، اقتصادی استحکام، دفاعی پیداوار اور صنعت و تجارت کے لئے مالی امداد جیسے امور کی نگرانی کرتی ہے اور اس کے لئے ضروری قانون سازی کرتی ہے۔

چیئر مین: بارنی فرینک از میساچوسیٹس

ہم منصب ری پبلکن: اسپنسر بیکس از الاباما

داخلی سلامتی

یہ کمیٹی امریکی محکمہ داخلی سلامتی کی نگرانی کرتی ہے، جو متعلقہ غیر ملکی اداروں اور بین الاقوامی تنظیموں کے ساتھ مل کر کام کرتا ہے۔ کمیٹی داخلی سلامتی سے تعلق رکھنے والے معاملات کے بارے میں قانون مرتب کرتی ہے

چیئر مین: بنی تھامپسن از مسسپی

ہم منصب ری پبلکن: پیٹر کنگ از نیویارک

انٹیلی جنس

یہ کمیٹی نیشنل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر کے دفتر اور امریکہ کی ان 16 ایجنسیوں کی نگرانی کرتی ہے، جو خفیہ معلومات جمع کرتی ہیں، ان کا تجزیہ کرتی ہیں اور انھیں متعلقہ افراد یا اداروں تک پہنچاتی ہیں۔

چیئر مین: سلویسٹر ریز از ٹیکساس

ہم منصب ری پبلکن: پیٹر ہوئیکسٹرا از مشی گن

عدلیہ

یہ کمیٹی امریکہ کی داخلی سلامتی پر اثر انداز ہونے والی تخریبی سرگرمیوں جیسے بین الاقوامی امور کی نگرانی کرتی ہے۔

چیئر مین: جان کانیرز جونیئر از مشی گن

ہم منصب ری پبلکن: لامر اسمتھ از ٹیکساس

نقل وحمل اور متعلقہ ڈھانچہ

یہ کمیٹی ہوا بازی کے تحفظ وسلامتی، بین الاقوامی شہری ہوا بازی کے معاہدوں بشمول کھلی فضاؤں کے معاہدوں، امریکی فضائی کمپنیوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری، ہنگامی حالات اور راہداری کے پروگرام، تجارتی ٹرانسپورٹیشن کی حفاظت جیسے امور کی نگرانی کرتی ہے

چیئر مین: جیمس اوبرسٹار از منی سوٹا

ہم منصب ری پبلکن: جان مائیکا از فلوریڈا

تجارتی ذرائع

یہ کمیٹی ان امور کی ذمہ دار ہے: ٹیکس، محصولات، قرض کی شرائط کا نفاذ، بین الاقوامی تجارتی پالیسی

چیئر مین: چارلس رینجیل از نیویارک

ہم منصب ری پبلکن: جم میک کریری از لوزیانا

110 ویں کانگریس کے ذریعے سینیٹ میں نئی امریکی قیادت کی آمد

اہم عہدوں کے لئے ڈیموکریٹک پارٹی کے نمائندوں کا انتخاب

(AP Photo/Khue

110 ویں کانگریس کا اجلاس نئی قیادت کے تحت 4 جنوری کو طلب کیا گیا۔ سینیٹ، کانگریس کے دو ایوانوں میں سے ایک ایوان ہے، جو 100 ممبروں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر ریاست سے دو ممبر منتخب کئے جاتے ہیں۔ اس کے ذریعے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ ہر ریاست کی مساویانہ نمائندگی ہو۔ منتخب ہونے والا سینیٹر چھ سال کے لئے کام کرتا ہے۔ روائتی طور پر ایوان نمائندگان کی نسبت سینیٹ خارجہ پالیسی کی سمت کا تعین کرنے پر زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ امریکی آئین کے مطابق صدر سینیٹ کے ''مشورے اور منظوری'' کے بغیر معاہدوں کی منظوری نہیں دے سکتا اور نہ ہی سفیر یا دوسرے اعلیٰ سرکاری عہدیدار مقرر کرسکتا ہے۔

2002 کے بعد پہلی مرتبہ ڈیموکریٹک پارٹی کے ارکان کو سینیٹ میں اکثریت حاصل ہوئی ہے۔ اس طرح وہ کمیٹیوں کی سربراہی کریں گے

سینیٹ اپنا کام 20 کمیٹیوں، 68 ذیلی کمیٹیوں اور چار مشترکہ کمیٹیوں میں تقسیم کرتی ہے۔ ہر کمیٹی کا سربراہ اوراس کے ممبران کی اکثریت، اکثریتی پارٹی کی نمائندگی کرتی ہے۔ ہر کمیٹی کے اندر اقلیتی پارٹی کی قیادت اس پارٹی کا ممتاز ممبر کرتا ہے،

سینیٹ کے لیڈر

سینیٹ کا صدر (روائتی طور پر اس کا کردار زیادہ تر رسمی نوعیت کا ہوتا ہے)

نائب صدر ڈک چینی، ری پبلیکن پارٹی کا نمائندہ، جو سینیٹ میں کسی معاملے پر برابر برابر ووٹ پڑنے کی صورت میں فیصلہ کُن ووٹ دے سکتا ہے۔

سینیٹ کا قائم مقام صدر

رابرٹ بائرڈ از ویسٹ ورجینیا، ڈیموکریٹ

نائب صدر کی عدم موجودگی میں سینیٹ کی صدارت کرتا ہے۔

اکثریتی لیڈر

ہیری ریڈ از نیواڈا، ڈیموکریٹ

مباحثوں اور ووٹنگ کا شیڈول طے کرتا ہے۔ سینیٹ کا ایجنڈا مقرر کرتا ہے، مختلف امور پر اپنی پارٹی کی ترجمانی کرتا ہے اور پارٹی کے ووٹوں میں رابطہ پیدا کرتا ہے۔

اکثریتی وہپ

ڈک ڈربن از الی نوائے، ڈیموکریٹ

اکثریتی لیڈر کی مدد کرتا ہے۔

اقلیتی لیڈر

مچ میک کانل از کینٹکی، ری پبلیکن

زیرغور امور پر پارٹی کے موقف کی ترجمانی کرتا ہے۔

اقلیتی وہپ

ٹرینٹ لاٹ از مسسیپی، ری پبلیکن

اقلیتی لیڈر کی مدد کرتا ہے۔

سینیٹ کی کمیٹیاں، جو امریکہ کی خارجہ پالیسی پر اثر انداز ہوتی ہیں

خارجہ تعلقات

یہ کمیٹی سینیٹ کی خارجہ پالیسی کی سرگرمیوں کی نگرانی کرتی ہے، غیر ملکی حکومتوں کے ساتھ ہونے والے تمام معاہدوں کا جائزہ لیتی ہے، تمام سفارتی تقرریوں کی منظوری دیتی ہے -

چیئرمین : جوزف بائیڈن از ڈیلاویئر

ہم منصب ری پبلیکن: رچرڈ لوگر از انڈیانا

زراعت، غذائیت اور جنگلات

یہ کمیٹی قومی زرعی پالیسی، محفوظ خوراک اور جنگلات کے انتظام سے متعلق قانون سازی کی نگرانی کرتی ہے اور اس کا جائزہ لیتی ہے -

چیئرمین: ٹام ہارکن از آئیووا

ہم منصب ری پبلیکن: سیکسبائی چیمبلِس از جارجیا

تصرفات

یہ کمیٹی صدر کی سالانہ بجٹ تجاویز کا جائزہ لیتی ہے، ان میں ردوبدل کرتی ہے، مختلف سرکاری اداروں، محکموں اور تنظیموں کے لئے وفاقی فنڈز کی تخصیص سے متعلق قوانین کے مسودے تیار کرتی ہے -

چیئرمین : رابرٹ بائرڈ از ویسٹ ورجینیا

ہم منصب ری پبلیکن: تھیڈ کوچران از مسسیپی

فوجی خدمات

یہ کمیٹی امریکہ کی دفاعی اور فوجی پالیسی کا جائزہ لیتی ہے، محکمہ دفاع کی کارروائیوں، اہلکاروں اور ساز وسامان کی منظوری دیتی ہے اور امریکہ کی فوجی پالیسیوں سے متعلق قوانین مرتب کرتی ہے۔

چیئرمین : کارل لی وِن از مشی گن

ہم منصب ری پبلیکن: جان میکین از ایری زونا

بنکاری، ہاؤسنگ اور شہری امور

یہ کمیٹی برآمدات اور بیرونی تجارت کے فروغ، برآمدی کنٹرول، مالیاتی پالیسی، کرنسی کے امور، بنکوں اور اقتصادی پالیسی کا جائزہ لیتی ہے۔

چیئرمین: کرسٹوفر ڈاڈ از کنیکٹیکٹ

ہم منصب ری پبلیکن: رچرڈ شیلبی از الاباما

توانائی اور قدرتی وسائل

یہ کمیٹی جن امور پر قانون سازی کی نگرانی کرتی ہے، ان کا تعلق قومی توانائی پالیسی سے ہوتا ہے۔

چیئرمین: جیف بنگامین از نیومیکسیکو

ہم منصب ری پبلیکن: پیٹ ڈومینچی از نیومیکسیکو

مالیات

یہ کمیٹی دوطرفہ تجارتی معاہدوں، کسٹم محصولات، درآمدی کوٹہ، درآمدی مال کی نقل وحمل، امریکی ٹریژری بانڈز، عام محاصل کی تقسیم، سرکاری رقوم کے استعمال، پبلک پنشن اور علاج معالجے کے پروگراموں سے متعلق قوانین مرتب کرتی ہے۔

چیئرمین: میکس باؤکس از مونٹانا

ہم منصب ری پبلیکن: چارلس گریسلی از آئیووا

داخلی سلامتی اور سرکاری امور

یہ کمیٹی امریکی سرحدوں کے اندر سیکورٹی کا جائزہ لیتی ہے، قدرتی آفات اور دہشت گردوں کے حملوں سے نمٹنے کی تیاری کرتی ہے۔

چیئرمین: جولائیبرمین از کنیکٹیکٹ

ہم منصب ری پبلیکن: سوسن کولنز از مائن

انٹیلی جینس

یہ کمیٹی امریکی حکومت کی انٹیلی جینس سرگرمیوں اور پروگراموں کی نگرانی کرتی ہے -

چیئرمین: جان راکفیلر چہارم از ویسٹ ورجینیا

ہم منصب ری پبلیکن: کرسٹوفر بانڈ از مزوری

عدلیہ

یہ کمیٹی امریکہ کے وفاقی عدالتی نظام، فوجداری مقدمات، انسداد اجارہ داری اور جائداد سے متعلق قوانین اور سپریم کورٹ کے لئے صدر کے نامزد کردہ ججوں اور سینئر وں وفاقی ججوں کے کوائف کا جائزہ لیتی ہے -

چیئرمین: پیٹرک لیہائی از ورمانٹ

ہم منصب ری پبلیکن: آرلن سپیکٹر از پنسلوینیا

(AP Photo/Haraz N. Ghanbari)

امریکی کانگریس کے مسلم رکن نے قرآن مجید پر حلف اٹھایا

چار جنوری کو کیتھ ایلی سن نے، جن کا تعلق منی سوٹا سے ہے، کانگریس کے ممبر کی حیثیت سے قرآن پاک پر حلف اٹھایا۔ وہ پہلے مسلمان ہیں، جو کانگریس کے ممبر منتخب ہوئے ہیں۔ انھوں نے قرآن پاک کے جس نسخے پر حلف اٹھایا، وہ اعلانِ آزادی کے مصنف اور امریکہ کے تیسرے صدر تھامس جیفرسن کی ملکیت تھا۔

ایک انٹرویو میں ایلی سن کے ترجمان نے کہا کہ ایلی سن نے قرآن پاک کے جس نسخے کا انتخاب کیا، وہ خصوصی اہمیت رکھتا ہے؛ کیونکہ ''یہ بانیانِ امریکہ کی مذہبی رواداری کی عکاسی کرتا ہے۔'''جیفرسن اپنے وقت کے ایک ممتاز مفکر تھے، جو سمجھتے تھے کہ مذہبی رواداری سے خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ مذہبی رواداری معاشرے کے لئے باعث تقویت ہے۔''

اگر چہ روائتی طور پر حلف بائبل پر ہاتھ رکھ کر اٹھایا جاتا ہے؛ تاہم امریکی آئین میں کسی عہدے کو کسی مذہبی عقیدے سے مشروط کرنے کی ممانعت ہے۔ آئین میں کہا گیا ہے: ''سینیٹرز اور نمائندگان۔۔۔۔ حلف یا تصدیقی بیان کے تحت آئین کی پاسداری کرنے کے پابند ہوں گے، تاہم امریکہ کے کسی عوامی عہدے یا ذمہ داری کے لئے کوئی مذہبی شرط عائد نہیں ہوگی۔''

امریکہ کے بانیوں کو مذہبی آزادی کی اہمیت کا پورا احساس تھا۔ امریکہ آنے والے اولین آبادکار، ایک عیسائی فرقہ پلگرم سے تعلق رکھتے تھے، جو انگلستان میں مذہبی تعصب سے تنگ آکر شمالی امریکہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے تھے اور ان میں سے کئی ایک کو اپنی جان بھی قربان کرنا پڑی تھی۔ اس کے بعد کئی اور لوگ مذہبی آزادی کی خاطر امریکہ آئے۔ ان کا تعلق مختلف ملکوں اور عقائد سے تھا۔ جمہوریہ کے قیام کے ابتدائی ایام سے ہی عوامی عہدے کے لئے کوئی مذہبی شرط عائد کرنا غیر قانونی اور نا قابل تصور تھا۔

چونکہ امریکہ کے لوگوں کی اکثریت عیسائی ہے، اس لئے یہ ایک روائت بن گئی ہے (اگر چہ لازم نہیں) کہ امریکہ کا صدر اور دوسرے عوامی عہدیدار بائبل پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھاتے ہیں۔ امریکی صدر جان کوئنسی ایڈمز نے، جو کٹر سیکولر تھے، قوانین کی اس کتاب پر حلف اٹھایا تھا، جس میں امریکی آئین شامل تھا۔ تھیوڈور روز ویلٹ نے حلف اٹھانے کے لئے کوئی کتاب استعمال نہیں کی تھا۔ فرینکلن پیئرس اور کویکر فرقے سے تعلق رکھنے والے صدر ہربرٹ ہوور نے حلف نہیں اٹھایا تھا؛ بلکہ اپنے عہدے سے وفادار رہنے کی تصدیق کی تھی۔ یہودی عہدیدار حلف اٹھانے کے لئے عبرانی زبان کی اپنی مذہبی کتاب لاتے ہیں؛ جبکہ بعض عہدیدار عہد نامہ عتیق کو یہودی الہامی کتابوں کا حصہ قرار دیتے ہوئے اس پر حلف اٹھاتے ہیں۔ صدر جان ایف کینیڈی نے، جو کیتھولک عیسائی تھے، بائبل کے کیتھولک نسخہ پر ہاتھ رکھ کر حلف اٹھایا تھا۔

جیفرسن کی 6000 کتابوں پر مشتمل ذاتی لائبریری، 19 ویں صدی کے اواخر تک شمالی امریکہ کی سب سے بڑی لائبریری تھی۔ جیفرسن نے 1765 میں قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ اس وقت حاصل کیا تھا، جب وہ کالج آف ولیم اینڈ میری میں اپنی قانون کی تعلیم مکمل کر رہا تھا۔ یہ ترجمہ برطانوی مورخ اور وکیل جارج سیل نے کیا تھا، جو پہلی بار 1734 میں شائع ہوا تھا۔ قرآن پاک کا یہ نسخہ اور جیفرسن کی دیگر کتابیں، اس وقت لائبریری آف کانگریس کی بنیاد بنی تھیں، جب برطانوی فوجوں نے 1812 کی جنگ میں یو ایس کیپیٹل کو آگ لگا دی تھی؛ اور جس سے کانگریس کی پہلی کتابیں ضائع ہو گئی تھیں۔ لائبریری آف کانگریس کے نادر اور خصوصی کتابوں کے ڈویژن نے ایلی سن کو حلف برداری کے لئے قرآن پاک کا یہ نسخہ دیا۔ یہ ڈویژن پہلے بھی حلف برداری کی اس طرح کی تقریبات کے لئے اسی طرح کی نادر کتابیں فراہم کرتا رہا ہے۔

پاک افغان سرحد

کو محفوظ بنانے کی طرف پیشرفت

امریکہ سرمایہ کاری کے فروغ اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے ''تعمیر نو مواقع زونز'' منصوبے پر عمل درآمد کا ارادہ رکھتا ہے

(فوٹو خبر ونظر)

امریکہ کے نائب وزیر خارجہ رچرڈ باؤچر برائے جنوبی اور وسطی ایشیا کا کہنا ہے کہ امریکہ اقتصادی مواقع پیدا کرنے کے ایک نئے منصوبے پر عملدرآمد کر کے پاکستان اور افغانستان کو سرحدی علاقوں میں امن وسکون کے قیام میں مدد دینا چاہتا ہے۔

انہوں نے کہا ہے کہ میں نے افغانستان اور پاکستان میں حکام سے جو حالیہ بات چیت کی ہے، اس سے یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ دونوں طرف زبردست خواہش پائی جاتی ہے کہ صلاح مشورے کا عمل جاری رہنا چاہیے تاکہ مسائل حل کئے جاسکیں اور آگے بڑھا جاسکے، اور میرا خیال ہے کہ یہ بہت اچھی بات ہے۔

12 جنوری کو اسلام آباد میں اعلیٰ حکام سے ملاقاتوں کے بعد ایک بریفنگ میں انہوں نے کہا کہ ان ملاقاتوں میں سرفہرست یہ معاملہ تھا کہ طالبان جنگجو اور القاعدہ کے دہشت گرد پاکستان اور افغانستان کے درمیان سرحد کے آر پار مسلسل آجا رہے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے سرحدی نگرانی کے انتظامات سخت کرنے کے باوجود یہ گروپ پاکستان کا علاقہ اپنی سرگرمیوں کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ ان گروپوں کے بعض آدمی ابھی تک یہاں موجود ہیں، جو تخریبی کارروائیاں کرتے رہتے ہیں۔ یہ پاکستان کے لئے بھی خطرہ ہیں اور افغانستان کے لئے بھی۔ یہ ہم سب کے لئے خطرہ ہیں اور ہم سب کو مل کر ان کا مقابلہ کرنا ہوگا۔

رچرڈ باؤچر نے افغان فوج اور پولیس میں تیزی سے ہونے والی توسیع کا بھی ذکر کیا اور کہا کہ نیٹو کو افغانستان کے جنوب مشرقی گڑبڑ والے علاقے میں حالات کو معمول پر لانے میں کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں اور اسی طرح پاکستان کی سیکورٹی فورسز کی موجودگی کی وجہ سے سرحدی علاقے کی نگرانی اور حفاظت کے لئے بہتر انتظام ہو رہا ہے، البتہ دہشت گردوں اور منشیات کے اسمگلروں کی طرف سے تشدد کا خطرہ اب بھی موجود ہے۔ لیکن صرف فوجی طاقت، سرحدی علاقوں کو محفوظ بنانے کے لئے کافی نہیں ہے۔ اصل چیلنج یہ ہے کہ ایک تو حکومت کی عملداری سرحدی علاقوں تک بڑھائی جائے، دوسرے اس عملداری کے فوائد عوام تک پہنچیں، جن میں نئی سڑکیں، بہتر اسکول، ایک منصفانہ عدالتی نظام اور کاروبار کے مواقع شامل ہیں۔ اس طرح علاقے کے لوگوں کو بہتر زندگی گزارنے کے مواقع مل سکیں گے۔ امریکہ اس کام میں افغانستان کو تعمیر نو اور سیکورٹی میں مزید مدد دے سکتا ہے اور سرحد کی دوسری طرف پاکستان میں لوگوں کے لئے اقتصادی مواقع پیدا کرنے اور اچھی حکمرانی اور بہتر سیکورٹی کے کام میں ہاتھ بٹا سکتا ہے۔ اس مقصد کے لئے امریکہ، پاکستان اور افغانستان کی سرحد کے دونوں طرف صنعتی علاقے قائم کرنے میں مدد دینا چاہتا ہے، جہاں مقامی تاجر اپنا کاروبار کر سکیں گے۔ پاکستان اور افغانستان کے تاجروں کو دی جانے والی ترغیبات کے علاوہ صنعتی علاقے میں تیار ہونے والا مال کسی محصول کے بغیر امریکی منڈیوں میں بھیجا جا سکے گا۔ اس مقصد کے لئے محکمہ خارجہ ایک مسودہ قانون تیار کر رہا ہے، جس کے تحت "تعمیر نو مواقع زونز'' کے قیام کے لئے فنڈز فراہم کئے جائیں گے۔ امریکی کانگریس جلد ہی اس قانون پر غور کرے گی۔

سرحدی علاقوں کی ترقی کے حوالے سے انھوں نے کہا یہ واقعی ایک اہم سوال ہے کہ کیا ان علاقوں کو قومی معیشت اور عالمی معیشت کے دھارے میں لایا جا سکتا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان علاقوں میں صنعتوں کے قیام کے لئے ہم کس قسم کا اقتصادی فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور روزگار کے مواقع پیدا کر سکتے ہیں تاکہ لوگ بندوق اٹھانے کی بجائے بہتر زندگی گزارنے کا راستہ اختیار کریں۔

نائب وزیر خارجہ رچرڈ باؤچر اسلام آباد میں صحافیوں کے ایک گروپ سے باتیں کر رہے ہیں۔ (فوٹو۔ خبر و نظر)

پاکستان نے ایک زیادہ صحت مند معاشرہ کے قیام کا تہیہ کر رکھا ہے: رچرڈ باؤچر

دورۂ پاکستان کے دوران اے وی ٹی خیبر چینل کو دیئے گئے خصوصی انٹرویو کا متن

حسن خان: آپ نے پشاور اور قبائلی علاقوں کا دورہ کیا ہے اور وہاں حکام سے ملاقاتیں کی ہیں۔ آپ نے علاقے کی صورتحال اور وہاں کے مستقبل کے بارے میں کیا بات چیت کی؟

رچرڈ باؤچر: سب سے پہلے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ مجھے یہاں آکر خوشی ہوئی ہے۔ بڑا اچھا دن گزرا ہے، جو بہت مفید رہا۔ مجھے سرکاری حکام، فوجی حکام، پولیٹیکل ایجنٹوں، ملکوں اور قبائلی لیڈروں سے بات کرنے کا موقع ملا ہے۔ میں اسکول کے طلبا سے بھی ملا ہوں اور علاقے کو چل پھر کر بھی دیکھا ہے۔ ہم بہت سا کام کر رہے ہیں۔ ہم یہاں کے لوگوں کی مدد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تا کہ وہ ماحول میں تبدیلی لا سکیں۔ لوگوں سے براہ راست ملاقات بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ اس کا کوئی نعم البدل نہیں۔

حسن خان: یہ اطلاعات ہیں کہ پاکستان نے وزیرستان میں قبائلی لیڈروں سے جو سمجھوتہ کیا ہے، امریکہ اس سے خوش نہیں ہے۔ آپ نے پاکستانی حکام سے کسی متبادل طریقہ کار پر بات کی؟

رچرڈ باؤچر: بات متبادل طریقہ کار کی نہیں۔ اصل بات سمجھوتے کی کامیابی کی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ حکومت نے علاقے میں جو مختلف انتظامات کئے ہیں، وہ کامیاب ثابت ہوں تا کہ امن قائم ہو۔ یہاں کے لوگ ترقی چاہتے ہیں۔ سلامتی اور استحکام چاہتے ہیں۔ یہاں پر طالبان اور القاعدہ کے تشدد پسند عناصر سرگرم عمل رہے ہیں۔ انھوں نے یہاں کا ماحول خراب کیا ہے۔ ہماری کوشش ہے کہ حکومت، فوج اور یہاں کے لوگوں کے ساتھ مل کر یہاں کی ترقی کے لئے کام کیا جائے۔ میں نے جن قبائلی لیڈروں سے بات کی ہے، وہ سب چاہتے ہیں علاقے میں سڑکیں ہوں، تعلیم ہو، ہسپتال ہوں۔ ہم ان کی مدد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

حسن خان: آپ نے پاک۔افغان سرحدی علاقوں میں سرگرمیوں کے بارے میں پشاور میں اور فاٹا میں میں حکام سے کن مخصوص موضوعات پر گفتگو کی؟

رچرڈ باؤچر: ہم نے ترقی پر بات کی ہے۔ ہم نے ترقیاتی ضروریات اور روزگار پر بات کی ہے تا کہ لوگوں کو اقتصادی مواقع ملیں اور وہ جنگجوئی سے دور رہیں۔ ہم نے تعلیمی نظام میں توسیع پر بات کی ہے۔ ہم نے قبائلی علاقوں میں 65 اسکول قائم کئے ہیں تا کہ بچے باقاعدہ جدید تعلیم حاصل کر سکیں اور ایسے مدارس میں نہ جائیں، جہاں انھیں انتہا پسندی سکھائی جاتی ہے۔ میں تمام مدارس کی بات نہیں کر رہا، صرف ان کی بات کر رہا ہوں، جہاں انتہا پسندی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہم جو اقدامات کر رہے ہیں، ان سے لوگوں کی زندگیاں مثبت سمت میں آگے بڑھیں گی۔ قبائلی لیڈروں نے بھی اسی خواہش کا اظہار کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں بات صرف جنگجوؤں سے نمٹنے کی نہیں بلکہ یہاں کے لوگوں کے لئے بہتر حالات پیدا کرنے کی ہے۔

حسن خان: پشتون علاقوں میں بار بار کی بمباری سے یہاں پر امریکہ کا امیج سخت مجروح ہوا ہے۔ آپ اقتصادی ترقی کے لئے کیا کچھ پیش کر رہے ہیں؟ ہم طویل عرصے سے ''تعمیر نو مواقع زونز'' کے قیام کی بات سن رہے ہیں، لیکن اس پر عملدرآمد کب شروع ہوگا؟

رچرڈ باؤچر: آپ یقیناً تعمیر نو مواقع زونز کے بارے میں گزشتہ کئی ماہ سے سن رہے ہوں گے، کیونکہ صدر نے پچھلے سال مارچ میں اس منصوبے کا اعلان کیا تھا۔ ہم نے پاکستان اور افغانستان کے ساتھ مل کر اس ترقیاتی منصوبے کے اقتصادی لحاظ سے قابل عمل ہونے کا جائزہ لیا ہے۔ اب ہم قانون کا مسودہ تیار کر رہے ہیں۔ اس پروگرام کی منظوری کے لئے ہمیں کانگریس میں ایک بل پیش کرنا ہوگا۔ ہم درست سمت میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم نے اقتصادی جائزہ مرتب کر لیا ہے۔ اب ہم قانون سازی پر کام کر رہے ہیں۔ جب قانون منظور ہو جائے گا تو پھر پیشقدمی شروع ہو جائے گی۔ ہم اگلے ایک دو ماہ میں قانون منظور کرا لیں گے۔ مجھے امید ہے ہماری کانگریس تیزی سے کارروائی کرے گی تاہم میں اس کی کوئی صحیح پیشینگوئی نہیں کر سکتا۔ اس دوران ہم دوسرے اقدامات جاری رکھیں گے۔ ہم اس بات سے آگاہ ہیں کہ لوگوں کو کس قسم کی مدد کی ضرورت ہے تاکہ یہاں نیا ماحول پیدا ہو۔ اب ہم زیادہ تیز رفتاری سے کام کر رہے ہیں۔

جہاں تک وزیرستان کے سمجھوتے کا تعلق ہے یہ ایک مختلف چیز ہے۔ یہاں کے لوگوں کے پاس موقع بھی ہے اور ان کی ذمہ داری بھی ہے کہ نیا ماحول پیدا کریں۔ انھیں یہاں کی صورتحال کو قابو میں لانا ہوگا۔ علاقے میں امن لانا ہوگا۔ سرحد پار دراندازی روکنا ہوگی، القاعدہ کی سرگرمیاں بند کرنا ہوں گی۔ اس طرح یہ قبائلی لیڈروں، پاکستانی حکام اور امداد دینے والوں کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔ ہم یہی ذمہ داری نبھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس مقصد کے لئے پشاور میں ہمارے قونصل خانے کے اہلکار سب لوگوں سے مل کر کام کر رہے ہیں تاکہ صورتحال میں بہتری آئے۔

حسن خان: پاکستان نے کہا ہے کہ افغان حکومت کو طالبان سے بات کرنی چاہیے۔ ہم سن رہے ہیں کہ امریکہ طالبان سے مذاکرات کرنے کی مخالفت کر رہا ہے؟

رچرڈ باؤچر: ہم ایسی کوئی بات نہیں کر رہے۔ اس وقت زیادہ ضرورت اس بات کی ہے کہ افغانستان کی منتخب حکومت، صدر اور پارلیمنٹ کی حمایت کی جائے اور عدالتی نظام کی حمایت کی جائے، جو بتدریج وجود میں آ رہا ہے۔ ملک بھر میں اور سرحدوں تک قومی حکومت کی عملداری کی حمایت کی جائے۔ نہ صرف افغان حکومت کی عملداری کا دائرہ بڑھایا جائے بلکہ اس عملداری کے فوائد بھی لوگوں تک پہنچائے جائیں۔

حسن خان: لیکن طالبان سے بات نہ کی جائے؟

رچرڈ باؤچر: طالبان سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں، جو طالبان سے پیچھا چھڑانا چاہتے ہیں اور امن کی زندگی گزارنا چاہتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے افغانستان میں مصالحت کا عمل جاری ہے۔ لیکن بعض ایسے لوگ بھی موجود ہیں، جو یہاں سے مسلح ہو کر جاتے ہیں اور ہمیں مارنے کی کوشش کرتے ہیں اور دوسری طرف سے بھی مسلح لوگ آتے ہیں اور یہاں لوگوں کو مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمیں بھی جوابی کارروائی کرنا پڑتی ہے۔ ایسے لوگوں سے فوجی طور پر نمٹنا ضروری ہے۔ ہم ایسا ہی کر رہے ہیں، اور پاکستان کو بھی ایسا ہی کرنا ہوگا۔ لیکن جو لوگ حکومت کا ساتھ دینا چاہتے ہیں، اور امن سے رہنا چاہتے ہیں، یہ ان کے لئے بہت بہتر ہے۔ اس وقت ہماری توجہ کا مرکز عوام ہیں، طالبان نہیں۔ عوام اچھی زندگی اور اچھی حکومت کے مستحق ہیں۔

حسن خان: محکمہ خارجہ میں پشتونوں کے بارے میں کیا تصور ہے اور آپ کون سا امیج لے کر جا رہے ہیں؟

رچرڈ باؤچر: میں نہیں سمجھتا کہ یہ پشتون امیج کا معاملہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ یہاں کے لوگوں کے ساتھ حکومت کا تعلق مختلف نوعیت کا ہے۔ قبائلی لیڈروں کے پاس بہت سے اختیارات ہیں۔ قبیلوں کو بہت سی خودمختاری ملی ہوئی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس خودمختاری کا علاقے میں امن کے لئے استعمال کیا جائے تاکہ علاقے کو ترقی کرنے کا موقع ملے۔ ہم اس مقصد کے لئے مل کر کام کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ عوام ترقی کے کام میں ہمارے شراکت دار ہیں اور ہم ان کے شراکت دار ہیں، جس پر ہمیں خوشی ہے۔

حسن خان: امریکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں پاکستان کے کردار کی تعریف بھی کر رہا ہے اور ساتھ یہ بھی کہہ رہا ہے کہ پاکستان کو مزید اقدامات کرنا ہوں گے؟ پاکستان کو مزید کیا کرنا چاہیے؟

رچرڈ باؤچر: آپ جانتے ہیں یہ وہ بات ہے، جو لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں، لیکن میں نے یہ جملہ کبھی استعمال نہیں کیا۔ یہ محض ایک جملہ ہے۔ میں اسے اس طرح کہوں گا کہ جب تک اس علاقے میں طالبان موجود ہیں، جب تک طالبان افغانستان میں سرگرم عمل ہیں اور اس علاقے میں دونوں طرف القاعدہ سرگرم عمل ہے، ہم سب کو مزید بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارے سامنے ایک ذمہ داری ہے، اور وہ یہ ہے کہ اس پورے علاقے میں رہنے والے لوگوں کی زندگی محفوظ، پُرامن اور خوشحال بنائی جائے۔ ہمیں اس علاقے کو محفوظ بنانا ہوگا تاکہ یہاں سے کسی اور علاقے کو خطرہ نہ ہو۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے، جو ابھی ختم نہیں ہوئی۔ لہٰذا ہم سب کو مزید بہت کچھ کرنا ہوگا۔

حسن خان: امریکہ نے بھارت کے ساتھ سول ایٹمی پروگرام کا معاہدہ کیا ہے۔ کیا پاکستان کے ساتھ اس طرح کا کوئی معاہدہ زیر غور ہے؟

رچرڈ باؤچر: بھارت کے ساتھ معاہدہ انفرادی نوعیت کا ہے۔ ہم پاکستان کی توانائی کی ضروریات پوری کرنے کے لئے کئی اور طریقوں پر غور کر رہے ہیں۔ یہ ضروریات کوئلے کے ذریعے، وسطی ایشیا سے بجلی درآمد کر کے اور پاکستان میں پن بجلی پیدا کر کے اور ہوا کی توانائی سے بجلی پیدا کر کے پوری کی جاسکتی ہیں۔ پاکستان اور افغانستان میں دیہات کی سطح پر ہم چھوٹے پن بجلی گھروں کے منصوبوں پر کام کر رہے ہیں۔ ہم لوگوں کے حالات کے مطابق ان کی توانائی کی ضروریات پوری کرنے میں مدد دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم پاکستان کے ساتھ مل کر بہت کچھ کر سکتے ہیں اور ہم بہت کچھ کر رہے ہیں۔

حسن خان: آپ کیا پیغام لے کر یہاں آئے ہیں اور کیا پیغام لے کر واپس جا رہے ہیں؟

رچرڈ باؤچر: میرا پیغام یہ ہے کہ پاکستان ہمارے لئے بہت اہمیت رکھتا ہے۔ نہ صرف انتہا پسند عناصر کی روک تھام کے لئے بلکہ ایک صحتمند اور خوشحال معاشرے کی تعمیر کے لئے بھی۔ میں جو پیغام یہاں سے لے کر جاؤں گا وہ یہ ہے کہ پاکستان مذکورہ مقاصد کے حصول کے لئے پوری طرح پُرعزم ہے۔ انتہا پسند عناصر سے لڑنے کے لئے اور زیادہ صحتمند معاشرے کے قیام کے لئے اور یہ کہ اس کام میں ہمیں پاکستان کی مدد جاری رکھنی چاہیے۔

سابق صدر فورڈ

کو امریکی قوم کا

خراجِ عقیدت

2 جنوری 2007 کو

نیشنل کتھیڈرل میں یادگاری سروس

صدر جیرالڈ آر فورڈ 9 ستمبر 1974ء کو وائیٹ ہاؤس میں سابق صدر رچرڈ ایم نکسن کو امریکہ کیخلاف تمام جرائم سے مکمل معافی دینے کا اعلان کرر ہے ہیں۔
(AP Photo)

(AP Photo/Reed Saxon, file)

30 دسمبر کو موسم سرما کی ایک رات سابق امریکی صدر جیرالڈ آر فورڈ کو توپوں کی سلامی اور بحریہ کے بگل کی آواز میں آخری بار واشنگٹن لایا گیا تاکہ 2 جنوری 2007 کو قومی یادگاری سروس سے پہلے ان کی میت مقنّنہ کی عمارت کے گنبد کے نیچے کھلے ہال میں دو دن کیلئے رکھی جا سکے۔

فورڈ، امریکہ کے اڑتیسویں صدر تھے جو 1974 سے 1977 تک اس عہدے پر فائز رہے۔ ان کا انتقال 26 دسمبر کو رانچے میراج (Rancho Mirage) کیلیفورنیا میں ان کی رہائش گاہ پر ہوا۔ ان کی عمر 93 برس تھی۔

مقنّنہ کی عمارت میں، جہاں فورڈ چوتھائی صدی تک ریاست مشی گن سے کانگریس کے رکن اور ایوان نمائندگان میں ریپبلکن اقلیتی لیڈر رہے، ان کا تابوت صنوبر کی لکڑی سے بنے ہوئے اس میز پر رکھا گیا جس پر سب سے پہلے 1865 میں صدر ابراہم لنکن کا تابوت رکھا گیا تھا۔

ہال میں فورڈ کیلئے تعریفی کلمات ادا کرنے والوں میں نائب صدر ڈک چینی بھی شامل تھے جنھوں نے وائٹ ہاؤس میں فورڈ کے چیف آف سٹاف کے طور پر خدمات انجام دی تھیں۔ انہوں نے کہا: ''یہ جیرالڈ آر فورڈ ہی تھے جنھوں نے ہمارے ملک کو بحران سے حفاظت کے ساتھ نکالا ورنہ بہت زیادہ تباہی ہوتی۔ یہ امریکی صدر کا کارنامہ تھا کہ انہوں نے ملک کو تباہی سے بچایا۔ امریکہ کے عوام ان تمام دکھوں اور صدموں سے بچانے پر کہ جن کا ہمیں سامنا نہیں کرنا پڑا، اس اچھے شخص اور قوم کے وفادار خادم کے ہمیشہ ممنون رہیں گے۔''

کیلیفورنیا میں یادگاری سروسز کے بعد فورڈ کی میت ایک ہوائی جہاز کے ذریعے واشنگٹن سے باہر فضائیہ کے اینڈریو بیس پر پہنچائی گئی۔ ان کی اہلیہ، اٹھاسی سالہ بیٹی (Betty) اور فورڈ خاندان کے ارکان بھی میت کے ساتھ تھے۔

رات کے وقت جہاز میں مختلف شخصیات پہنچیں جنھوں نے فورڈ انتظامیہ میں خدمات انجام دی تھیں۔ ان میں ڈک چینی کے علاوہ سابق وزرائے خارجہ ہینری کیسنجر اور جیمز بیکر، فیڈرل ریزرو کے سابق سربراہ ایلن گرین سپین (Alan Greenspan)، رسل و رسائل کے سابق وزیر ولیم کولمین اور سابق وزیر دفاع ڈونلڈ رمزفیلڈ شامل تھے۔

موٹر کاروں کا قافلہ فضائیہ کے اینڈریو بیس سے ورجینیا میں الیگزینڈریہ کے راستے امریکی مقنّنہ کی عمارت کی طرف روانہ ہوا جہاں فورڈ ایوان نمائندگان کی رکنیت کے دوران رہے۔

خبروں کے مطابق موٹر کاروں کا قافلہ کچھ دیر کیلئے اندرون شہر واشنگٹن مال پر واقع جنگ عظیم دوم کی یادگار پر رکا جہاں بحریہ کے چیف بوٹس وائنس میٹ، پوایرٹو ریکو (Puerto Rico) کے کارلوس ریبٹ (Carlos Ribbot) نے فورڈ کی فوجی خدمات کے احترام میں باجے پر تین روائتی سر پیش کئے۔ مقامی بوائے سکاؤٹس نے بھی یادگار پر جمع ہو کر موٹر کاروں کے قافلے کو سلامی دی۔

فورڈ نے جنگ عظیم دوم کے دوران بحرالکاہل میں امریکہ کے ایک طیارہ بردار بحری جہاز پر نیوی گیٹر اور گنری آفیسر کے طور پر خدمات انجام دیں اور وہ ملک کے واحد صدر تھے جنھوں نے امریکی بوائے سکاؤٹس میں ایگل سکاؤٹس کے عہدے تک ترقی کی۔

فورڈ نے، جنھیں بعض اوقات غیر یقینی صدر قرار دیا گیا، 25 برس تک کانگریس کے رکن کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ ایوان نمائندگان میں ریپبلکن اقلیتی لیڈر بننے کے بعد وہ اس وقت تک اس عہدے پر برقرار رہے جب صدر رچرڈ نکسن نے نائب صدر سپائرو اگنیو (Spiro Agnew) کے مستعفی ہونے کے بعد انہیں اس عہدے کیلئے نامزد کیا۔ اگست 1974 میں واٹر گیٹ سکینڈل کی وجہ سے نکسن کے مستعفی ہونے کے بعد وہ صدر بن گئے۔ وہ 1976 کے صدارتی انتخابات میں ڈیموکریٹک پارٹی کے نامزد امیدوار جمی کارٹر سے سخت مقابلے کے بعد ہار گئے۔

فورڈ، امریکہ کے ان کئی صدور کی صف میں شامل ہو گئے ہیں جن کی میت مقنّنہ کی عمارت کے گنبد کے نیچے ہال میں رکھی گئی تھی۔ ان میں رونالڈ ریگن، ڈوائٹ آئزن ہاور، ہربرٹ ہوور، وارن جی ہارڈنگ، ولیم ہاورٹافٹ، ولیم میکنلی اور جیمز گارفیلڈ شامل ہیں۔

فورڈ کی میت دو دن اس ہال میں رہی تاکہ لوگوں کو خراج عقیدت پیش کرنے کا موقع مل سکے۔

یادگاری سروس 2 جنوری 2007 بروز منگل کو واشنگٹن نیشنل کیتھیڈرل میں ہوئی جس میں صدر بش اور کئی سرکاری حکام نے شرکت کی۔ گرجا گھر کی اس عمارت میں قومی حوالے سے کئی یادگاری سروسز ہوئی ہیں۔ بعد میں فورڈ کی میت ریاست مشی گن کے شہر گرینڈ ریپڈس لے جائی گئی جہاں 3 جنوری 2007 کو جیرالڈ فورڈ صدارتی لائبریری کے احاطے میں نجی طور پر ان کی آخری رسومات ادا کی گئیں۔

شہری حقوق کے علمبردار

مارٹن لوتھر کنگ جونیئر کا یوم ولادت

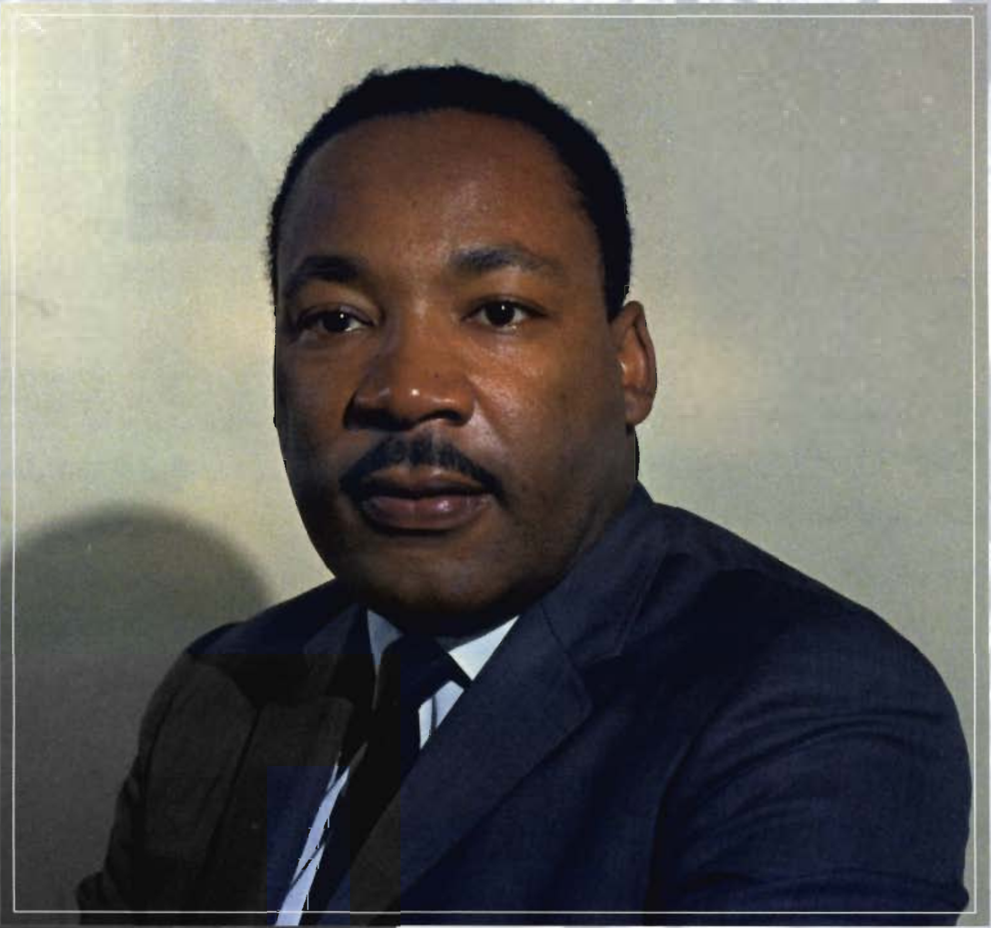

(AP Photo)

ہر سال جنوری کے تیسرے پیر کو امریکی عوام، ریورینڈ مارٹن لوتھر کنگ جونیئر کی زندگی (15 جنوری 1929 سے 4 اپریل 1968) اوران کے کارناموں پر انہیں خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے 1964 میں امن کا نوبل انعام حاصل کیا اور 1950 اور 1960 کے عشروں کے دوران شہری حقوق کیلئے سیاہ فام امریکیوں کی جدوجہد میں بیشتر کامیابیاں ان کے نمایاں کردار کی وجہ سے حاصل ہوئیں۔

ایک سیاسی منتظم، شعلہ بیاں اور اثر انگیز مقرر اور احتجاجی مظاہروں میں عدم تشدد کے علمبردار ہونے کی حیثیت سے کنگ نے ملک کے جنوبی اور دوسرے حصوں میں امریکیوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ قانونی طور پر دی گئی اپنی الگ حیثیت ختم کردیں۔ انہوں نے شہری حقوق کے بارے میں قانون سازی کی بھرپور حمایت کی جس سے امریکہ میں نسلی مساوات کیلئے قوانین وضع کرنے میں مدد ملی۔

کنگ انصاف کے ان علمبرداروں میں شامل تھے جن کا اثر رسوخ سرحدوں سے ماوراء تھا۔ فلسفے کے ایک طالب علم اور عدم تشدد کے اصولوں کے علمبردار ہونے کی حیثیت سے، جس کا پرچار موہن داس کرم چند گاندھی (1869 سے 1948) نے کیا، کنگ 1959 میں بھارت گئے جہاں انہوں

(AP Photo)

نے گاندھی کے افکار کا مزید مشاہدہ کیا۔ بعد میں ان کی بیوہ کوریٹا سکاٹ کنگ نے گاندھی کو مارٹن لوتھر کا ''سیاسی رہبر'' قرار دیا۔ اسی طرح نیلسن مینڈیلا نے 1993 میں امن کا نوبل انعام حاصل کرتے ہوئے کہا تھا کہ کنگ، نسلی امتیاز اور انسانی عزت و وقار کے مسئلوں کو حل کرنے کی کوششوں میں میرے پیش رو تھے۔

کنگ نے، جو اٹلانٹا کے ممتاز پادری مارٹن لوتھر کنگ سینئر کے ہاں پیدا ہوئے، 26 برس کی عمر میں بوسٹن یونیورسٹی سے علم المذاہب میں ڈاکٹریٹ کی ڈگری لی۔ 1954 میں کنگ نے، جب وہ اپنا مقالہ مکمل کر رہے تھے، الاباما کے شہر منٹگمری میں ڈیکسٹر ایونیو پر واقع بیپٹسٹ چرچ کے پادری کا عہدہ قبول کر لیا۔ بعد کے برسوں میں منٹگمری میں ہی ایک سیاہ فام امریکی درزن روزا پارکس کو اس بنا پر قید کی سزا سنائی گئی کہ اس نے میونسپلٹی کی بس میں، جس میں کالوں اور گوروں کے لئے الگ الگ نشستیں تھیں، اپنی نشست ایک سفید فام کو دینے سے انکار کر دیا تھا۔ اس واقعے پر منٹگمری بس سروس کا بائیکاٹ کر دیا گیا اور سیاہ فام امریکیوں نے الگ الگ نشستوں والی ان بسوں میں سفر کرنے سے انکار کر دیا۔ بسوں کا بائیکاٹ کنگ کی اپیل پر کیا گیا تھا۔ اس تحریک میں وہ ایک عوامی لیڈر کے طور پر ابھرے۔ انہوں نے سفید فام امریکیوں سے اپیل کی کہ وہ بھائی چارے کے جذبے کا مظاہرہ کریں۔ وفاقی عدالتوں نے براؤن بنام تعلیمی بورڈ کے مقدمے میں سپریم کورٹ کے فیصلے کی روشنی میں جب یہ قرار دیا کہ بسوں میں الگ الگ نشستیں غیر آئینی ہیں تو اس فیصلے کے بعد کنگ ایک قومی شخصیت بن گئے۔

1957 میں کنگ سدرن کرسچیئن لیڈرشپ کانفرنس (SCLC) کے بانیوں میں شامل تھے۔ یہ سیاہ فام پادریوں اور گرجا گھروں کے منتظمین کا اتحاد تھا جس کا مقصد سیاہ فام باشندوں کی الگ حیثیت کے خلاف عدم تشدد پر مبنی تحریک چلانا تھا۔ SCLC کے لیڈروں کو امید تھی کہ وہ اپنے حق میں رائے عامہ ہموار کر لیں گے اور الگ حیثیت کے خلاف سیاہ فام لوگوں کی ترقی کے بارے میں قومی تنظیم (NAACP) کی کوششوں میں قانونی مدد دے سکیں گے۔ کنگ، SCLC تنظیم کی ایک ولولہ انگیز قوت تھے۔ انہوں نے تنظیم کیلئے سب سے زیادہ رقوم جمع کیں اور اپنی سیاسی بصیرت سے ملک کے شمالی حصے کے ہمدرد سفید فام باشندوں کو کامیابی کے ساتھ اتحاد میں شامل رکھا۔ 1959 میں کنگ بھارت گئے جہاں انہوں نے گاندھی کے پیروکاروں سے ملاقاتیں کیں اور عدم تشدد پر مبنی سماجی احتجاج کے بارے میں اپنے تصور کو مزید بہتر کیا۔

1960 کے عشرے کے اوائل میں کنگ اور SCLC نے سیاہ فام لوگوں کیلئے بنائے گئے الگ اداروں کے خلاف کئی پرامن احتجاجی مظاہرے کئے۔ مئی 1963 میں الاباما کے شہر برمنگھم میں پولیس کمشنر ایوجن بل کونر (Eugene Bull Connor) نے پرامن مظاہرین پر، جن میں بیشتر سکولوں کے بچے تھے، پولیس کے کتے چھوڑے اور تیز دھار پانی پھینکا۔ اس واقعیسے متعلق اخبارات میں چھپنے والی تصاویر سے قوم میں خوف کی لہر دوڑ گئی۔ ان مظاہروں کے دوران کنگ کو گرفتار کر لیا گیا۔ انہوں نے قید خانے سے ''دی لیٹر فرام اے برمنگھم جیل'' کے عنوان سے ایک خط تحریر کیا جس میں انہوں نے یہ دلیل دی کہ اگر کوئی شخص اپنے لوگوں کا ضمیر بیدار کرنے کیلئے نامناسب قانون کو توڑتا ہے تو در حقیقت وہ قانون کا بیحد احترام کر رہا ہوتا ہے بشرطیکہ وہ احتجاج خلوص نیت سے، کھلے عام اور سزا کو قبول کرنے کے ارادے سے کرے۔ کنگ نے واشنگٹن میں لنکن میموریل پر شہری حقوق کے تقریباً ڈھائی لاکھ علمبرداروں سے امریکی تاریخ کی انتہائی اثر انگیز تقریر کی۔ کئی نسلوں سے سکولوں کے بچے ''میں نے ایک خواب دیکھا ہے'' کے موضوع پر یہ تقریر لفظ بلفظ زبانی یاد کرتے ہیں۔ اس تقریر میں کنگ نے اس دن کیلئے دعا کی جب لوگوں کی پہچان ان کی رنگت سے نہیں بلکہ ان کے کردار سے کی جائے گی۔

اخبارات میں شائع ہونے والی برمنگھم اور واشنگٹن کی ان تصاویر سے شہری حقوق کے بارے میں 1964 کے ایکٹ کیلئے واضح حمایت حاصل کرنے میں مدد ملی۔ 2 جولائی، 1964 کو صدر لینڈن بی جانسن کے دستخط سے یہ ایکٹ قانون بن گیا۔ 1965 میں الاباما کے شہر سلما (Selma) میں حق رائے دہی کیلئے مارچ کرنے والے مظاہرین پر پولیس کے تشدد سے کنگ، شہری حقوق کی تحریک اور ایسی قانون سازی کی حمایت میں اضافہ ہو گیا جس میں سیاہ فام لوگوں کیلئے سیاسی شراکت کے حق کی ضمانت دی گئی ہو۔ اس کے نتیجے میں 6 اگست 1965 کو رائے دہی کے حقوق کے بارے میں ایکٹ قانون بن گیا۔

شہری حقوق کے بارے میں یہ قوانین منظور ہونے کے بعد بھی کنگ نے عدم تشدد کی حکمت عملی برقرار رکھی حالانکہ بعض نوجوان لیڈروں نے بنیاد پرستی کے مزید طریقے استعمال کرنے پر زور دیا تھا۔ کنگ نے اپنے ایجنڈے کو بھی وسعت دی اور اس میں سیاہ فام امریکیوں کی غربت کے خاتمے پر توجہ دینے کا معاملہ شامل کیا۔ کنگ سیاہ فام خاکروبوں کی ہڑتال کی حمایت کیلئے ٹینیسی کے شہر ممفس (Memphis) میں تھے کہ 4 اپریل 1968 کو ایک حملہ آور کی فائرنگ سے ہلاک ہو گئے۔

امریکی ریورینڈ مارٹن لوتھر کنگ جونیئر کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ ہر سال جنوری کے تیسرے پیر کو ان کی یاد میں قومی تعطیل ہوتی ہے۔ لنکن میموریل کے قریب، جہاں کنگ نے اپنے نسلی انصاف اور مساوات کے خوابوں کے ذریعے امریکیوں کو بے حد متاثر کیا تھا، جلد ہی ایک قومی یادگار تعمیر کی جائے گی۔ لاتعداد افراد اور اٹلانٹا میں قائم ''دی کنگ سینٹر'' سمیت بہت سی تنظیمیں ان کے کام کو آگے بڑھانے کیلئے سرگرم عمل ہیں۔

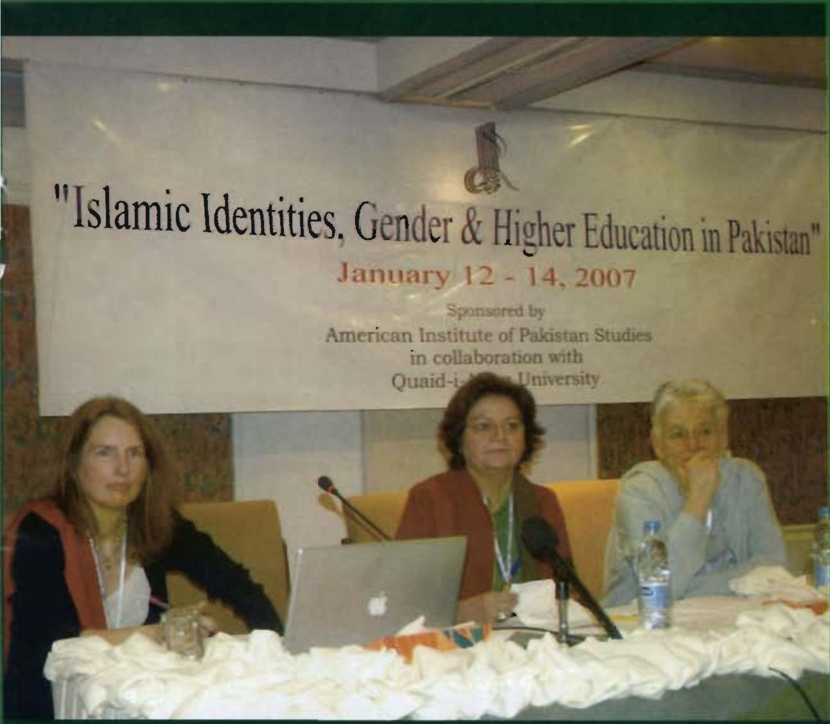

(تصویر بشکریہ آن لائن)

دوطرفہ تعلقات کو اساتذہ اوردانشوروں کے تبادلوں کے ذریعہ مستحکم کرنے سے زیادہ کوئی اورارفع کام نہیں ہے:

پیٹر ڈبلیو بوڈی

پاکستان میں امریکہ کے ڈپٹی چیف آف مشن پیٹر ڈبلیو بوڈی نے کہا ہے کہ دوطرفہ تعلقات کواساتذہ اور دانشوروں کے تبادلوں کے ذریعہ مستحکم کرنے سے زیادہ کوئی اورارفع کام نہیں ہے۔ امریکی سفارت کار جمعہ 12 جنوری 2007ء کو اسلام آباد میں امریکی ادارہ برائے مطالعہ پاکستان (AIPS) کی کانفرنس 2007ء کی افتتاحی تقریب سے خطاب کر رہے تھے۔

پیٹر ڈبلیو بوڈی نے کہا کہ امریکی ادارہ برائے مطالعہ پاکستان امریکہ اور پاکستان کے لوگوں کے مابین تبادلوں کو بھرپور بنا رہا ہے اور ایک ایسے خطہ کے بارے میں علوم کے فروغ کا باعث بن رہا ہے جو امریکہ کے نزدیک نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاک امریکہ تعلقات کے درمیان تعلقات کو مزید گہرا اور وسیع کرنے کی یہ ایک عمدہ مثال ہے۔ پاک امریکہ تعلقات محض سلامتی اور دہشت گردی کے خلاف جنگ تک محدود نہیں ہیں۔

انہوں نے کہا کہ چاہے تعلیمی اصلاحات کے بارے میں حکومت پاکستان کے مقاصد کے حصول میں مدد ہو، سفیر کے فنڈ برائے ثقافتی تحفظ کے ذریعہ پاکستان کے آثار قدیمہ کے تحفظ میں اعانت ہو یا پھر صنفی معاملات میں تعاون ہو، امریکہ ہر سطح پر کام کر رہا ہے اور بدستور کام کرنے کا خواہاں ہے۔

یہ تین روزہ کانفرنس جو قائداعظم یونیورسٹی کے تعاون سے منعقد ہو رہی ہے اور اس کا مقصد پاکستان کے حوالے سے تحقیقی کام میں سہولت فراہم کرنا اور امریکی اور پاکستانی ماہرین تعلیم کے درمیان خیالات کے تبادلے کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ ہر دو سال بعد منعقد ہونے والی یہ تیسری بڑی کانفرنس ہے اور پاکستان میں پہلی بار منعقد ہو رہی ہے۔

اس کانفرنس میں مطالعہ پاکستان کے بارے میں بالخصوص سماجی علوم کے حوالے سے امریکہ اور پاکستان میں یونیورسٹی سطح کی درس وتدریس پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ امریکی ادارہ برائے مطالعہ پاکستان آثار قدیمہ، تاریخ، ادبی وثقافتی علوم، بشریات، سیاسیات اور تعلیم کے مضامین میں دونوں ملکوں کے ماہرین کے درمیان روابط استوار کرنے کیلئے کام کر رہا ہے۔

کانفرنس میں امریکی ادارہ برائے مطالعہ پاکستان کے سربراہ مارک کینائر نے وادی سندھ میں شناخت اور آثار قدیمہ اور آج کے پاکستان میں قدیم یادداشتوں کے حوالے سے تحقیقی مقالہ پڑھا۔ نارتھ کیرولائنا اسٹیٹ یونیورسٹی سے تعلق رکھنے والے تاریخ کے استاد اور محقق ڈیوڈ گلمارٹن نے نوآبادیاتی منصوبہ کے تحت مقامی آبادی اور صنفی امور کے بارے میں اپنی تازہ تحقیق سے کانفرنس کے شرکاء کو آگاہ کیا۔ مونٹ کلیئر اسٹیٹ یونیورسٹی کی خاتون پروفیسر نے صوفی کافیوں اور ریختی غزل میں خواتین کی آواز کے بارے میں مضمون پڑھا۔ یونیورسٹی آف اوریگون میں عالمی امور کی ماہر انیٹا ویس نے حدود قوانین کی اصلاحات میں درپیش مسائل اور پاکستان کے تشخص کے بارے میں پرمغز گفتگو کی۔ یونیورسٹی آف وکٹوریا کی سینئر فیلو نے مسجد وزیر خان۔ جدید مدرسہ کا ایک نمونہ کے موضوع پر اپنا تحقیقی مقالہ پڑھا۔ کانفرنس کے دیگر مقررین میں خیرپور یونیورسٹی کی نیلوفر شیخ، پنجاب یونیورسٹی کے فرزند مسیح، ہزارہ یونیورسٹی کے ڈاکٹر احسان علی، لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنز کے نعمان الحق، قائداعظم یونیورسٹی سے رخسانہ قنبر، ایس ڈی پی آئی کی صبا خٹک اور نازش بروہی، قائداعظم یونیورسٹی کے طارق رحمن اور دیگر کئی ملکی وغیر ملکی ماہرین شامل تھے۔

U.S. for Strengthening Bilateral Relationship

Through Academic, Scholarly Exchange

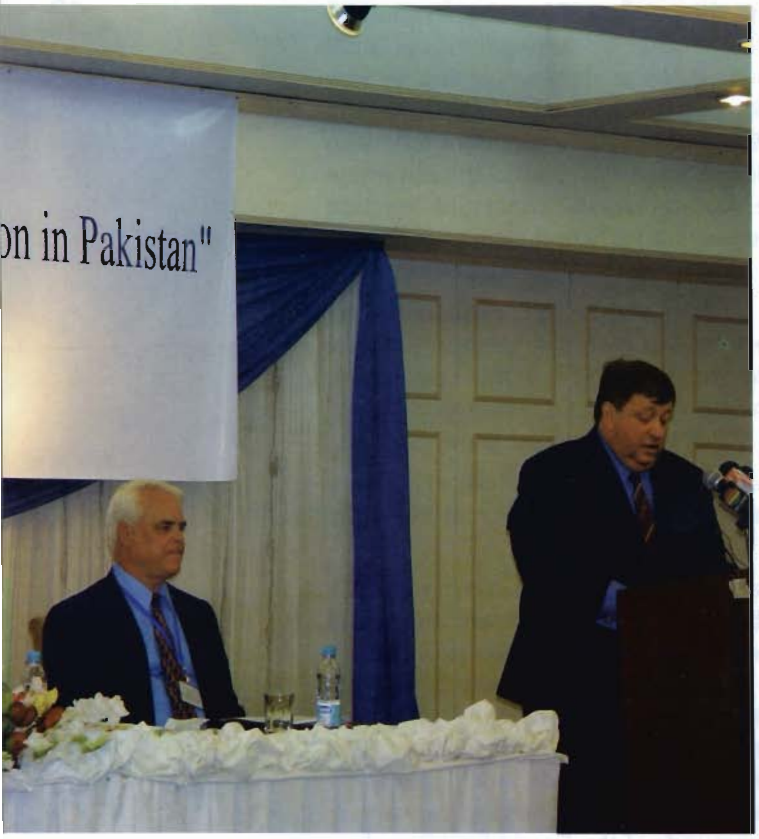

U.S. Deputy Chief of Mission Peter Bodde giving his inaugural address at the AIPS Conference in Islamabad. (KN Photo)

The U.S. Embassy's Deputy Chief of Mission, Peter W. Bodde, said that there is nothing more noble than the pursuit of strengthening bilateral relationships through academic and scholarly exchange. He was speaking at the inauguration of the 2007 conference of the American Institute of Pakistan Studies (AIPS) in Islamabad on January 19, 2007.

The American diplomat said that AIPS is increasing the richness of people-to-people exchange between the U.S. and Pakistan and promoting scholarly pursuit of a region vital to the United States. "This is an excellent example of how ties between Pakistan and the U.S. continue to deepen and widen – the current U.S.-Pakistan relationship is not exclusively focused on security and the War on Terror," he remarked.

Mr. Bodde said that whether by assisting the Pakistani government accomplish its education reform goals, to supporting the preservation of Pakistan's archaeological treasures through the Ambassador's Fund for Cultural Preservation, or engaging on gender issues, the U.S. is involved at all levels and intend to remain so.

The goal of the three-day conference, being organized in collaboration with the Quaid-i-Azam University, was to facilitate scholarly research relating to Pakistan and to encourage the exchange of ideas among American and Pakistani scholars. This was the third major biennial international conference organized by AIPS, and the first one to be held in Pakistan

The central focus of this conference was on university-level pedagogical development in Pakistan Studies, both in the U.S. and in Pakistan, with an emphasis on the humanities and social sciences. AIPS aims to build bridges between disciplines such as archaeology, history, literary and cultural studies, anthropology, political science and education, with overall sensitivity to issues of gender and Islam.